© rasailojaraid.com

روزے اور ان کی حکمت

شاہ ولی اللہ صاحب روزوں کے بیان میں فرماتے ہیں:۔ انسان کے اندر جو ملکیت کی قوت ہے، اس کے احکام کے ظہور میں شدید قسم کی بہیمیت کی قوت جو انسان کے اندر ہے، حارج ہوتی ہے۔ اس لئے قوت بہیمیت کو مغلوب کرنے کی طرف خصوصی توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ بہیمیت کو شہوانی لذتوں میں انہماک اور کھانے پینے سے تقویت ملتی ہے۔ چنانچہ تمام مختلف مذاہب کے ماننے والے اور دور دراز ملکوں کے رہنے والے جو قوت ملکیت کے احکام کو بروئے کار لانا چاہتے ہیں، وہ سب کے سب ان اسباب کو کم کرنے پر متفق ہیں جن سے قوت بہیمیت تقویت پکڑتی ہے۔

وہ چیزیں جن کی قوت بہیمیت مقتضی ہوتی ہے، جن سے وہ لذت حاصل کرتی ہے، ان کا ترک کرنا روزہ ہے۔ اب یہ تو ہو نہیں سکتا کہ ہمیشہ ہمیشہ روزہ رکھا جائے۔ اس لئے ضروری ہے کہ روزوں کے لئے ایک محدود مدت معین ہو۔ اور وہ نہ اتنی کم ہو کہ اس میں روزے رکھنا قطعاً بے سود ہوں اور انسان کو ان سے غذائے روحانی حاصل کرنے میں ناکامی ہو، اور نہ وہ اتنی زیادہ ہو کہ انسان کے قویٰ جواب دے دیں اور وہ سیدھا قبرستان پہنچ جائے۔

کھانا پینا کم کرنے کے دو طریقے ہیں۔ ایک یہ کہ کھانے پینے کی مقدار کم کردی جائے۔ دوسرا یہ کہ کھانے پینے کے عام اوقات جن کا آدمی عادی ہو، ان میں زیادہ وقفہ کردیا جائے۔ شرائع الہیہ میں دوسرے طریقے کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔ کیونکہ یہ گراں بار بھی نہیں اور نفس کو اس سے اچھی خاصی تکلیف بھی پہنچ جاتی ہے۔ انسان بھوک پیاس کا مزہ بھی چکھ لیتا ہے اور قوت بہیمیت بھی متاثر ہوتی ہے۔

پہلا طریقہ انسان کو بتدریج کمزور کرتا جاتا ہے۔ وہ اس کمزوری کو برداشت کرتا ہے۔ اور اس کی پروا نہیں کرتا۔ یہاں تک کہ وہ ہلاک ہوجاتا ہے۔ پھر اس طریقے کو عام تشریع کے تحت لانا دشوار امر ہے۔ کیونکہ لوگوں کی خوراک کی مقدار مختلف ہوتی ہے۔

غرض یہ ضروری ہوا کہ روزے کا ضابطہ یہ ہو کہ پورے دن بھر کھانا پینا اور شہوانی لذات کو ترک کیا جائے۔ اور کامل ایک ماہ کے روزے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہوں۔ روزوں کے لئے ہفتہ دو ہفتہ کی مدت ناکافی ہے، کیونکہ اس سے متوقع اثر پیدا نہیں ہوتا۔ اور اگر دو ماہ کی مدت مقرر کی جائے تو اس سے آنکھوں میں حلقے پڑ جائیں گے۔ آنکھیں اندر دھنس جائیں گی۔ نفس بالکل کمزور ہوجائے گا۔ اور یہ بات لا تعداد مرتبہ ہمارے مشاہدے سے گذری ہے۔

اور یہ بھی ضروری تھا کہ پورے دن کا حساب طلوع فجر سے لے کر غروب آفتاب تک ہو۔ کیونکہ عربوں کے ہاں پورے دن کا یہی حساب تھا۔ یوم عاشورہ کے روزے کا ان کے ہاں دن کا اسی طرح حساب ہوتا تھا۔ اور مہینے کا حساب بھی ایک چاند سے دوسرے کے دیکھنے تک تھا۔ عرب اسی کو مہینہ کہا کرتے تھے۔ وہ شمسی مہینوں کا حساب نہیں لگاتے تھے۔

اور جب یہ ضروری ہوگیا کہ روزوں کے بارے میں ایک تشریعی حکم جاری کیا جائے۔ اور چونکہ ساری دنیا کی اصلاح پیش نظر تھی۔ اس لئے ایک خاص مہینہ مقرر کردیا گیا اور ہر شخص کو آزاد نہیں چھوڑا گیا کہ اپنی اپنی سہولت کے مطابق جس مہینے میں چاہے، روزے رکھ لیا کرے۔ اس سے حیلے حوالے اور کاہلی و سستی کا دروازہ کھل جاتا اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا دروازہ بند ہوجاتا ہے۔

نیز یہ کہ مسلمان جب کسی عمل پر ایک وقت مقرر میں مجتمع ہوتے ہیں۔ اور وہ ایک دوسرے کو عمل کرتے دیکھتے ہیں، تو اس سے ہر ایک کو عمل میں مدد ملتی ہے ہر ایک کے لئے عمل کرنا آسان ہوجاتا ہے۔ اور یہ اجتماعی عمل ہر ایک کو عمل کے لئے ابھارتا ہے۔

نیز مسلمانوں کا اجتماعی عمل ان کے اندر اتفاق اور یک جہتی پیدا کردیتا ہے۔ ان کے خواص و عوام کے حق میں ملکوتی برکات کے نزول کا موجب بن جاتا ہے۔ اس اجتماعی عمل کا ادنیٰ سے ادنیٰ اثر یہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے کامل بندوں کے انوار کا عکس ادنیٰ درجہ کے لوگوں پر پڑتا ہے۔ ان کی دعائیں ان کو گھیر لیتی ہیں۔ اور ہر چہار طرف سے ان پر چھا جاتی ہیں۔

اور جب روزوں کے لئے مہینہ کا تعین ضروری ہوگیا، تو اس کے لئے اس مہینے سے زیادہ مستحق اور کون سا مہینہ ہوگا، جس میں کہ قرآن حکیم نازل ہوا۔ اور ملت محمدیہ کا سنگ بنیاد رکھا گیا اور یہی وہ مہینہ ہے، جس میں لیلۃ القدر ہونے کا گمان ہے۔

(ترجمہ و تلخیص از حجۃ اللہ البالغہ)

© rasailojaraid.com